خطبہ جمعہ

جو شخص روح کی سچائی سے دعا کرتا ہے ممکن نہیں کہ وہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے

بعض افراد اور بعض اقوام کو دی گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خصوصی دعاؤں کا تذکرہ

(انڈونیشیا کی سرزمین پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا دوسرا خطبہ جمعہ)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۳۰؍جون ۲۰۰۰ء ۳۰؍احسان ۱۳۷۹ھجری شمسی بمقام بمقام پارنگ۔ جکارتہ، انڈونیشیا

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔
الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔
اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً . اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ . وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾۔

(سورة الاعراف آيات ۵۶،۵۷)

اپنے ربّ کو عاجزی کے ساتھ اور مخفی طور پر پکارتے رہو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ اور اُسے خوف اور طمع کے ساتھ پکارتے رہو۔ یقیناً اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب رہتی ہے۔

یہ وہی سلسلہ ہے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعاؤں کا ذکر جو اس خطبہ میں اختتام پذیر ہوگا اور اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بہت سی دعائیں ایسی ہیں جو بعض افراد کو دی گئی ہیں اور بعض ایسی ہیں جو قوموں کو بھی دی گئی ہیں اور اب میں ان کا ذکر شروع کرتا ہوں حدیث کے بیان سے۔ پھر اس کے بعد انشاءاللہ آخر پہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات پیش کروں گا۔

پہلی حدیث حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا کے تعلق میں الترمذی کتاب المناقب سے لی گئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ جب سوموار کا روز ہو تو تم اپنی اولاد کے ساتھ میرے پاس آنا میں تمہارے لئے دعا کروں گا جس کے ذریعہ اللہ تمہیں اور تمہاری اولاد کو نفع پہنچائے گا۔ پھر اس روز ہم ان کے ساتھ آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضور ﷺ نے ہمیں ایک چادر اوڑھائی اور دعا کی: اے اللہ! عباس اور اس کی اولاد کو ایسی ظاہری و باطنی مغفرت عطا کر جو کوئی گناہ باقی نہ چھوڑے۔ اے اللہ اسے اپنی اولاد کے درمیان سلامت رکھیو۔

ایک دوسری حدیث سنن ابن ماجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن میں قاضی مقرر فرمایا تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپؐ مجھے قاضی بنا کر بھیج رہے ہیں، ایک نوجوان آدمی ہوں میں ان میں فیصلہ کیا کروں گا جبکہ مجھے فیصلہ کرنا نہیں آتا۔ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انکساری تھی ورنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے تو بہت عظیم الشان ہوا کرتے تھے مگر اس انکساری کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ کی دعا نے پھر سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھا اور فرمایا: "اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبَهٗ وَ ثَبِّتْ لِسَانَهٗ"۔ اے اللہ اس کے دل کی رہنمائی فرما اور اس کی زبان کو ثبات عطا کر۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ کی اس دعا کے بعد دو فریقوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت میں کبھی شک میں مبتلا نہیں ہوا۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الاحكام ۔ باب ذكر القضاة)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں بچپن سے ہی دُکھا کرتی تھیں۔ آپ کو آشوب چشم کا عارضہ تھا۔ آپ کی آنکھوں کے اچھا ہونے سے متعلق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ایک عظیم الشان معجزہ حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت سہیل بن سعد تین چشم دید گواہوں سے مروی ہے کہ غزوہ خیبر میں جب آنحضرت ﷺ نے علم عطا فرمانے کے لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا تو معلوم ہوا کہ ان کی آنکھیں شدید دُکھ رہی ہیں۔ تو گویا عارضہ تو تھا پرانا لیکن وقتاً فوقتاً زور مارا کرتا تھا۔ اور ان دنوں آنکھیں بہت شدید دکھ رہی تھیں۔ اور جیسا کہ مسند احمد بن حنبل میں ہے ایسا سخت یہ عارضہ تھا کہ ایک صاحب سلمہ بن اکوَع ان کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ لائے تھے۔ آپؐ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور دم کر دیا۔ وہ اسی وقت اچھی ہو گئیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی آنکھوں میں کبھی درد تھا ہی نہیں۔ (صحيح بخاری كتاب المغازی باب غزوة خيبر و مناقب علیؓ)

ایک روایت الترمذی کتاب المناقب سے لی گئی ہے۔ حضرت ام عطیہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا جس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل تھے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ: اے اللہ! مجھے وفات نہ دینا جب تک کہ مجھے علی دوبارہ دکھا نہ دے۔ پس آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد بھی حضرت علیؓ زندہ رہے اور آپ کی دعا ہی کا یہ خاص معجزہ تھا۔

عام طور پر لوگ یہ پوچھا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو معجزے بعض بتائے جاتے ہیں کہ خوراک میں بہت برکت پڑ گئی۔ اس قسم کے معجزے رسول اللہ ﷺ کے متعلق بھی ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے دعا کے ذریعہ کھانے میں برکت پڑنے کے بے حد معجزے ہیں اور بڑی کثرت سے، بڑی قوی روایتوں سے بیان ہیں اس لئے اس بارہ میں شک کی ادنیٰ سی بھی گنجائش باقی نہیں۔ مثلاً غزوہ احزاب میں تمام مہاجرین اور انصار جب خندق کھود رہے تھے تو بہت سخت بھوک کا وقت تھا۔ عام انصار عرب رواج کے مطابق تو اپنے پیٹ پر ایک پتھر باندھے ہوئے تھے۔ جب ایک موقع پر کسی نے بھوک کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیٹ سے پردہ اٹھایا تو دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ مطلب تھا کہ حضور اکرم ﷺ کو اس وقت سب سے زیادہ بھوک ستا رہی تھی۔ اس زمانے میں ایک صحابی نے آپؐ کی یہ حالت دیکھ کر اپنی بیوی سے جا کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو بہت سخت بھوکے ہیں کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ایک صاع جو اور گھر میں ایک بکری ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو ذبح کیا اور بیوی نے آٹا گوندھا۔ دیگچی پر چڑھایا گیا تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ کو لینے کے لئے چلے گئے۔ چلنے لگے تو بیوی نے کہا دیکھو آپ کے ساتھ لوگوں کو لا کر مجھے رسوا نہ کرنا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور چپکے سے آپؐ کے کان میں کہا کہ ہم نے آپ کے کھانے کا انتظام کیا ہے۔ آپ چند احباب کے ساتھ تشریف لے چلئے۔ لیکن آپؐ نے اہل خندق کو پکارا کہ آؤ جابر نے دعوت عام کی ہے۔ اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ جب تک میں نہ آؤں چولہے سے دیگچی نہ اتاری جائے اور نہ روٹی پکے۔ آنحضور ﷺ تمام لوگوں کو لے کر روانہ ہوئے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے ان کو برا بھلا کہا کہ یہ تم نے کیا کر دیا۔ انہوں نے کہا میں کیا کروں تم نے جو کہا تھا میں نے اس کی تعمیل کر دی تھی۔

آپؐ آئے تو بیوی نے آپؐ کے سامنے آٹا پیش کیا۔ آپؐ نے اس میں اپنا لعاب دہن ملا دیا اور برکت کی دعا دی۔ اس کے بعد آپؐ نے روٹی پکانے اور سالن نکالنے کا حکم دیا۔ کم و بیش ایک ہزار آدمی تھے سب کھا کر واپس گئے لیکن گوشت اور آٹے میں کوئی کمی نہ ہوئی اور بقیہ کھانا جابر، ان کی بیوی اور ان کے بچوں نے بھی کھایا۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک دعا کا ذکر صحیح بخاری میں ان الفاظ میں ملتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے سینہ سے چمٹایا اور دعا کی: اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْحِکْمَۃَ کے اے اللہ اسے حکمت سکھا۔ ابو عامر کہتے ہیں کہ ہمیں عبدالوارث نے بتایا کہ آپؐ نے یہ دعا کی کہ اسے کتاب سکھا۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب۔ باب ذکر ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔ بعید نہیں کہ آپؐ نے کتاب اور حکمت دونوں کی بات کی ہو۔ ایک کے ذہن میں لفظ کتاب رہ گیا اور ایک کے ذہن میں لفظ حکمت۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کتاب کا علم و حکمت عطا کیا گیا تھا جو غیر معمولی تھا۔

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری کتاب الجہاد میں درج ہے۔ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں نے اسلام قبول کیا تب سے حضرت نبی اکرم ﷺ نے مجھے اپنے پاس آنے سے نہیں روکا اور جب بھی میری طرف دیکھا تبسم فرمایا۔ میں نے آپ کی خدمت میں شکایت کی کہ میں گھوڑے پر مضبوطی سے نہیں بیٹھ سکتا۔ آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھا اور دعا دی: اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْہُ وَاجْعَلْہُ ھَادِیًا مَھْدِیًّا۔ اے اللہ اسے ثبات عطا کر اور اسے ہادی اور مہدی بنا۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر باب من لا یثبت علی الخیل)۔ آنحضرت ﷺ کی اس دعا کے بعد آپ نے پچاس مرتبہ مختلف اسلامی مہمات میں حصہ لیا اور کامیاب گھڑ سوار کے طور پر کارہائے نمایاں سرانجام دئے۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کو ذی الْکَلَاع اور ذی ظُلَیْم بستیوں کی طرف سالار مقرر کر کے بھیجا تھا اور وہ دونوں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کی رہنمائی میں سر کی گئیں۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب زیر لفظ جریر)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک دعا کا ذکر یوں ملتا ہے کہ عَنْ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاکَ۔ یہ سنن الترمذی سے روایت لی گئی ہے۔ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے حق میں یہ دعا کی کہ اے اللہ! جب بھی سعد تجھ سے دعا کرے اس کی دعا قبول کرنا۔ (سنن ترمذی کتاب المناقب۔ باب مناقب سعد بن ابی وقاص)۔ آنحضور ﷺ کی اس دعا کے نتیجہ میں، یہ الاصابہ میں نوٹ ہے کہ اس دعا کے نتیجہ میں آپ مستجاب الدعوات مشہور ہو گئے اور آپ کی بددعا سے بھی ڈرا جاتا تھا۔ اور آپ کو دعا کی درخواست کرنے کے بعد اس کی قبولیت کی امید رکھی جاتی تھی۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابۃ۔ زیر لفظ سعد بن ابی وقاص)

ایک اور روایت میں حضرت سعد بن ابی وقاص کو لمبی عمر کی بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے عطا فرمائی اور یہ حدیث بخاری کتاب الوصایا سے لی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ سے علم پا کر دعا کی قبولیت کی اسی وقت اطلاع دینے کا ایک اور واقعہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تعلق رکھتا ہے یعنی جس وقت حضور ﷺ نے دعا کی اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو قبولیت کی بشارت دے دی۔ آپ ابتدائی مسلمانوں میں سے تھے۔ آپ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کر لی تھی۔ حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ میں بیمار ہو گئے تو فکر لاحق ہو گئی کہ اگر مکہ میں وفات ہوئی تو انجام کے لحاظ سے ہجرت کا ثواب ضائع نہ ہو جائے۔ چنانچہ رسول کریمؐ ان کی بیمار پرسی کے لئے گئے تو انہوں نے اس خدشہ کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی خصوصی درخواست کرتے ہوئے کہا حضور میرے لئے دعا کریں کہ اللہ مجھے اس جگہ وفات نہ دے جہاں سے میں ہجرت کر چکا ہوں۔ اس وقت ان کی حالت ایسی نازک تھی کہ انہوں نے اپنے مال وغیرہ کے بارہ میں آخری وصیت بھی لکھوا دی تھی۔

حضور اکرم ﷺ کی دعا یہ تھی: اے اللہ! میرے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی ہجرت کو ان کے لئے مکمل فرما اور پھر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس دعا کی قبولیت کی بشارت بھی دے دی تھی اور فرمایا اے سعد! انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ تمہیں لمبی عمر عطا فرمائے گا اور بہت سے لوگ تجھ سے فائدہ اٹھائیں گے اور کئی لوگ نقصان بھی اٹھائیں گے (صحیح بخاری کتاب الوصایا)۔ مراد یہ تھی کہ اگر ان کے دل سے کوئی بددعا نکلی تو وہ بھی چونکہ قبول ہو گی اس لئے بعض لوگوں کو نقصان بھی پہنچے گا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معجزانہ طور پر شفا پائی۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے وہ صحابی تھے جو سب سے آخر میں فوت ہوئے۔

بخاری کتاب المناقب میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک دعا کا ذکر ہے۔ یہ جابر بن عبداللہ کے لئے جو دعا ہے اس کا پس منظر یہ ہے کہ راوی کہتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ نے مجھے بتایا کہ ان کے والد عبداللہ مقروض ہونے کی حالت میں وفات پا گئے تھے اور یہ بہت ہی ضروری بات ہے کہ جب کوئی بزرگ باپ فوت ہو جائے اور ابھی اس کا بہت سا قرضہ اتارنے والا ہو تو اولاد کو چاہئے کہ سب سے پہلے اس کا قرضہ اتارنے کی طرف توجہ دے۔

جابرؓ کہتے ہیں میں بہت فکر مند ہوا۔ میرے پاس بہت تھوڑے سے کھجور ہیں اور وہ سارے قرض خواہوں کا قرضہ اتارنے کے لئے کافی نہیں ہو سکتے تو میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میرے پاس ان کھجوروں کی آمد کے علاوہ قرض اتارنے کے لئے کچھ بھی نہیں اور جو قرض ان کے اوپر تھا یعنی عبداللہ پر، جابرؓ کہتے ہیں وہ کئی سال تک میں ادا کرتا رہوں گا۔ پس آپ میرے ساتھ تشریف لے چلیں تاکہ قرض خواہ مجھ سے برا سلوک نہ کریں۔ کیونکہ وہ قرض خواہ بھی مسلمان تھے تو آنحضور ﷺ کی موجودگی کے احترام میں ان کا خیال تھا کہ وہ پھر ان سے نرمی سے پیش آئیں گے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے کھجوروں کے ایک ڈھیر کے گرد دعا کرتے ہوئے چکر لگایا پھر دوسرے ڈھیر کے گرد دعا کرتے ہوئے چکر لگایا اور اس کے بعد بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اسے ماپو۔ پھر قرض خواہوں کو جو ان کا حصہ تھا پورا ادا کر دیا اور جتنی کھجوریں آپ نے دی تھیں آپ کی دعا کی قبولیت کی برکت سے اتنی ہی کھجوریں باقی رہ گئیں۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

قبیلہ دوس جس سے حضرت ابوہریرہؓ کا تعلق تھا، وہ کافی مخالف تھا۔ اور بہت دیر تک وہ ایمان نہیں لایا۔ تو حضرت ابوہریرہؓ کی یہ روایت ہے جو صحیح بخاری میں درج ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی اور اس کے ساتھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ دوس قبیلہ نے انکار کر دیا ہے اور نافرمانی کی راہ اختیار کی ہے۔ آپؐ اللہ سے ان کے خلاف بددعا کریں۔ کہا گیا کہ اب دوس تو ہلاک ہو چکا ہے۔ لیکن آپؐ نے دعا یہ کی اَللّٰھُمَّ اھْدِ دَوْسًا وَّ أْتِ بِھِمْ۔ کہ اے اللہ! دوس قبیلہ کو ہدایت دے اور انہیں لے آ۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد و السیر۔ باب الدعاء للمشرکین بالہدیٰ لیتألفہم)

آنحضور ﷺ سے بعض بددعائیں بھی جو تکلیف دہ حالات کے نتیجہ میں آپؐ کے دل سے نکلی ہیں، وہ بھی درج ہیں لیکن انتہائی تکلیف کے دوران بھی حضور اکرم ﷺ یہی دعا کیا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ کہ ان لوگوں کو پتہ نہیں کس شخص پہ ظلم کر رہے ہیں۔ میری قوم ہے ان کو تو ہدایت عطا فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ نے قبولیت دعا کا ذکر بہت ہی عجیب رنگ میں فرمایا ہے۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ، اَعْرَج سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ تم خیال کرتے ہو کہ ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ کی روایتیں کثرت سے بیان کرتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ میں ایک مسکین آدمی تھا۔ میں دل و جان سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ مہاجرین کو تجارت بازاروں میں مصروف رکھتی تھی اور انصار کو ان کے اموال مصروف رکھتے تھے۔ ایک روز یوں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو اپنا دامن پھیلائے۔ جو ایسا کرے گا وہ اس میں سے جو اس نے مجھ سے سنا ہو گا کچھ بھی نہ بھولے گا۔

تو حضرت ابوہریرہؓ کی جو اس کثرت سے حدیثیں مروی ہیں ان کو یاد رکھنا کوئی معمولی بات نہیں تھی بظاہر ناممکن نظر آتا ہے مگر یہ اس دعا کا معجزہ ہے جس کا حضرت ابوہریرہؓ ذکر فرما رہے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا جو جھولی پھیلائے گا وہ اس میں سے جو مجھ سے سنا ہو گا کچھ بھی نہیں بھولے گا۔ یہ سننا تھا کہ میں نے اپنی چادر پھیلا دی یہاں تک کہ آپؐ نے اپنی بات پوری فرمائی۔ پھر میں نے اسے سمیٹ لیا۔ اس کے بعد جو کچھ بھی رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے میں اسے کبھی نہیں بھولا۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل ابی ہریرۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ کے حق میں قبولیت دعا کا ایک نشان بیان کرتے ہیں۔ یہ مسلم کتاب فضائل الصحابہ میں سے حدیث لی گئی ہے۔ یہ روایت کرنے والے کا نام یہاں پہ درج نہیں مگر جس نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت سنی ہے انہوں نے ابوہریرہؓ کے حوالہ

سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف دعوت دیتا تھا۔ وہ مشرک تھی۔ ایک دن میں نے اسے دعوت اسلام دی تو اس نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے بارہ میں وہ باتیں سنائیں جو میں سخت ناپسند کرتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں روتا جاتا تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا لیکن وہ ہمیشہ انکار کر دیتی تھی۔ آج میں نے اسے جب دعوت اسلام دی تو اس نے مجھے آپؐ کے بارہ میں وہ باتیں سنائیں جو میں سخت ناپسند کرتا تھا۔ آپؐ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ابوہریرہؓ کی ماں کو ہدایت دے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی: اَللّٰھُمَّ اھْدِ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ۔ اے اللہ! ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت دے۔

میں رسول اللہ ﷺ کی دعا سن کر خوشی خوشی آیا۔ جب میں گھر آیا اور دروازے کی طرف گیا تو دروازہ بند تھا۔ میری والدہ نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو کہا ابوہریرہ اپنی جگہ پر کھڑے رہو۔ میں نے پانی گرنے کی آواز بھی سنی۔ وہ کہتے ہیں کہ میری والدہ نے غسل کیا اور لباس پہنا اور جلدی سے اپنی اوڑھنی لی اور پھر دروازہ کھولا اور کہا ابوہریرہ میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ابوہریرہ کہتے ہیں میں واپس رسول اللہ ﷺ کی طرف گیا۔ اس دفعہ بھی میں رو رہا تھا مگر یہ آنسو خوشی کے آنسو تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرما کر ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا بہت اچھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے اور میری ماں کے لئے اپنے مومن بندے محبوب بنا دے۔ اور ان کے دلوں میں ہم محبوب بنیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی۔ اے اللہ اپنے غلام ابوہریرہ اور اس کی ماں کو مومنوں کا محبوب اور مومنوں کو ان کا محبوب بنا دے۔ اب دیکھو ہر مومن جو مجھے دیکھتا بھی نہیں صرف میرے متعلق سنتا ہے تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل ابی ھریرة)

وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ایک روایت ہے۔ آپ حضر موت کے رئیس تھے۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کے آنے سے پہلے صحابہ کو بشارت دی کہ آپ کے پاس ایک شخص دور کی سرزمین سے بخوشی آنے والا ہے اور وہ اس کے رسول میں رغبت رکھتا ہے اور وہاں کے بادشاہوں کی اولاد باقیہ میں سے ہے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے ان کو خوش آمدید کہا، اپنے پاس بیٹھنے کو جگہ دی اور انہیں اپنی چادر بچھا کر اپنے ساتھ بٹھایا اور انہیں یہ دعا دی: اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِیْ وَائِلٍ وَّوَلَدِہٖ وَوُلْدِ وَلَدِہٖ۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں حضر موت کا والی مقرر فرمایا اور ان کو جاگیر بھی عطا کی۔ آنحضور ﷺ کی دعا کی وجہ سے صحابہ ان کی بہت تکریم کرتے تھے اور ان کی اولاد در اولاد کو بھی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور امامت میں ان کو ملنے گئے۔ انہوں نے آپ کو انعام و اکرام سے نوازنا چاہا مگر آپ نے لینے سے انکار کر دیا۔

(الاستیعاب، اسد الغابہ، الاصابہ)

اب سراقہ کے متعلق یہ حدیث پہلے بھی بارہا احباب سن چکے ہیں۔ یہ بہت ہی مشہور حدیث ہے ہجرت کا واقعہ ہے۔ لمبی حدیث میں سے ایک چھوٹا ٹکڑا آپ کے لئے میں نے چنا ہے۔ یہ بخاری کتاب المناقب میں حدیث درج ہے۔ روایت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ چنانچہ وہ روایت جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں: "پھر ہم سورج ڈھلنے پر روانہ ہو پڑے۔ سراقہ بن مالک ہمارے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا یعنی غم نہ کر و یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس کے لئے بد دعا کی جس پر اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ یہ چیز اس کے زمین پر لگنے والے نشانات سے ظاہر ہوتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے وہ دونوں ٹانگوں سمیت چھاتی کے بل زمین پر لگ گیا تھا، پورا گھوڑا اندر نہیں گیا لیکن دیکھنے سے یوں لگتا تھا جیسے گھوڑا ریت میں دھنس چکا ہے۔ چنانچہ زبیر نے اس بارے میں شک کا اظہار کیا ہے کہ راوی کو غلطی لگی ہے پورا گھوڑا نہیں دھنسا بلکہ بعض دفعہ گھوڑے چھاتی کے بل گرتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ پورے ریت میں یا کیچڑ میں دفن ہو چکے ہیں۔

اس پر سراقہ نے کہا تم دونوں نے میرے بارے میں بد دعا کی ہے۔ اب وہ تو رسول اللہ ﷺ کا مقام نہیں پہچانتا تھا۔ حضرت ابوبکر کو بھی اس دعا میں شامل کیا لیکن دراصل یہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی ہی دعا تھی۔ اس نے پھر عرض کی کہ اب میرے لئے دعا کرو خدا تم دونوں کا حامی و ناصر ہو، میں تمہارے پیچھے جس غرض سے آیا تھا اس سے کنارہ کش ہوتا ہوں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے اس کے لئے دعا کی جس کے نتیجہ میں وہ گھوڑے کے بار بار دھنسنے کی آزمائش سے نجات پا گیا۔ اب اس کے بعد جو باقی واقعہ ہے وہ جھوٹ اُس کا ہے۔ اس کو حضرت ابوبکر نے یا کسی نے جھوٹ بولنے کی تلقین نہیں کی تھی مگر تھا وہ بہر حال مشرک ماحول کا پلا ہوا۔ پھر وہ جس کو بھی ملتا تھا اس سے کہتا تھا کہ میں دیکھ آیا ہوں جس کی تلاش میں تم جا رہے ہو وہ اس طرف نہیں ہے اور جسے بھی ملتا اسے واپس لوٹا دیتا۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کر دکھایا یعنی واپس لوٹ گیا یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ میں جھوٹ بولوں گا بلکہ واپس جانے کا جو وعدہ تھا اس نے اسے پورا کر دکھایا۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام)

ایک حدیث میں ایک مغرور شخص کے ہاتھ شل ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ ایک مغرور شخص حضور کے سامنے بیٹھ کر بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے تکبر سے کہا میں اس سے کھا نہیں سکتا۔ چونکہ اس نے غرور سے کہا تھا، آپؐ نے فرمایا خدا کرے پھر ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ اس کے بعد ایسا ہوا کہ وہ دائیں ہاتھ کو اٹھا کر اپنے منہ تک نہیں لے جا سکتا تھا اور ہمیشہ کے لئے وہ ہاتھ شل ہو گیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الاشربة۔ باب آداب الطعام و الشراب و احکامھا)

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعا سے بارش کے نزول کے بہت سے واقعات درج ہیں اور بہت سے واقعات اس سے پہلے بارہا خطبات میں بیان کئے جا چکے ہیں۔ یہ ایک واقعہ میں چنتا ہوں آج کے لئے۔ یہ حسنؓ روایت کرتے ہیں کہ انصار کے ایک قبیلہ کو آنحضور ﷺ نے یہ دعا دی تھی کہ جب ان میں سے کوئی وفات پائے گا تو بادل آئیں گے اور اس کی قبر پر برسیں گے۔ بادلوں کا قبر پر برسنا عام طور پر یہ مشہور ہے کہ اچھی روایت ہے۔ اس سے اس گنہگار کی بخشش کی علامت ہوتی ہے۔ قبر پر تدفین کے بعد پھوار پڑنے کے نظارے تو ہم نے کئی دفعہ دیکھے ہیں اللہ ہی بہتر جانتا ہے اس موقعہ پہ کہ کیوں تھے۔ لیکن اس روایت میں یہ آتا ہے۔ چنانچہ ان کا ایک آزاد کردہ غلام وفات پا گیا۔ اس دعا کے بعد پہلا واقعہ جو وفات کا ہوا وہ اس آزاد کردہ غلام کا تھا۔ مسلمانوں نے کہا کہ آج ہم رسول اللہ ﷺ کے قول "مَوْلَی الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِھِمْ" یعنی کسی گروہ کا آزاد کردہ انہی میں سے ہوتا ہے کی صداقت بھی دیکھیں گے۔ چنانچہ جب اس کو دفن کر چکے تو بادل آئے اور اس کی قبر پر بارش برسائی۔

(کنزالعمال جلد ۷ صفحہ ۱۳۲۔ ایڈیشن اول مطبوعہ حیدرآباد دکن)

آخر پر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک دو اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ چونکہ اس خطبہ کا ابھی ترجمہ ہونا ہے اور بڑی محنت سے ہمارے مربی تیاری کر رہے ہیں اس لئے میں اس خطبہ کے بعد نماز سے پہلے، بیٹھ کر انتظار کروں گا۔ جب وہ مربی خطبہ کا ترجمہ پیش کر چکیں گے اس کے بعد پھر نماز کے لئے تکبیر کہی جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو شخص مشکل اور مصیبت کے وقت خدا سے دعا کرتا ہے اور اس سے حلِ مشکلات چاہتا ہے وہ بشرطیکہ دعا کو کمال تک پہنچا دے خدا تعالیٰ سے اطمینان اور حقیقی خوشحالی پا لیتا ہے اور اگر بالفرض وہ مطلب اس کو نہ ملے تب بھی کسی اور قسم کی تسلی اور سکینت خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو عنایت ہوتی ہے اور وہ ہرگز ہرگز نامراد نہیں رہتا اور علاوہ کامیابی کے ایمانی قوت اس کی ترقی پکڑتی ہے اور یقین بڑھتا ہے لیکن جو شخص دعا کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف منہ نہیں کرتا وہ ہمیشہ اندھا رہتا ہے اور اندھا ہی مرتا ہے۔......... جو شخص روح کی سچائی سے دعا کرتا ہے وہ ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے بلکہ وہ خوشحالی جو نہ صرف دولت سے مل سکتی ہے اور نہ حکومت اور نہ صحت سے بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے جس پیرایہ میں چاہے وہ عنایت کر سکتا ہے ہاں وہ کامل دعاؤں سے عنایت کی جاتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو ایک مخلص صادق کو عین مصیبت کے وقت میں دعا کے بعد وہ لذت حاصل ہو جاتی ہے جو ایک شہنشاہ کو تختِ شاہی پر حاصل نہیں ہو سکتی۔ سو اسی کا نام حقیقی مرادیابی ہے جو آخر دعا کرنے والوں کو ملتی ہے"۔ (ایام الصلح صفحہ ۷۔۸)

پھر فرماتے ہیں: یہ ایک دوسرا اقتباس ہے۔ "تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں اور اگر شریعت کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغز شریعت تقویٰ ہی ہو سکتا ہے۔ تقویٰ کے مدارج اور مراتب بہت ہیں۔ لیکن اگر طالب صادق ہو کر ابتدائی مراتب اور مراحل کو استقلال اور خلوص سے طے کرے تو وہ اس راستی اور طلب صدق کی وجہ سے اعلیٰ مدارج کو پا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ۔......... ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک ان میں سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے تاکہ قبولیت دعا کا سرور اور حظ حاصل کرے اور زیادتی ایمان کا حصہ لے"۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۳۳)